ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

از تصنیف لطیف جناب مولوی سید عبد السبحان صاحب متخلص بہ مائل عظیم آبادی

گلشن قوالی

۱۳۲۴ ہجری

حسب فرمائش جناب مولوی نور الہدی صاحب متخلص بہ نور نیموی عظیم آبادی

باہتمام

امیدوار رحمت رب الکونین کمترین حاجی سید جان و جنت حسین تاجران کتب

پٹنہ محلہ گورہٹہ مالک مطبع سیدی و مہتمم

در مطبع سیدی واقع پٹنہ محلہ گورہٹہ طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آپ اپنے کو تو دیکھے مست خیال اسکا
ہو جائیگا اسی سے آئینہ حال اسکا

رکھتا ہے یہ تمنا خود جمال اسکا
کسکی زبان سے سنتا کچھ وصف حال اسکا

ایسا کہان ہی یہ دل آئے خیال اسکا
ایسی کہان یہ آنکھین دیکھین جمال اسکا

دل اپنا ہو گیا ہے محو خیال اسکا
اسکا یقین ہی جسکو ہے اور حال اسکا

رکھین جو اسکی الفت رکھین خیال اسکا
ہم دل کے آئینہ مین دیکھین جمال اسکا

ہے آفتاب لرزان ہی آسمانکو سکتا
کسکے سمجھ مین آئے عز و جلال اسکا

اپنا شعور قاصر اپنا کمال ناقص
کیا سمجھین طور اسکا کیا جانین حال اسکا

بندہ کی کیا حقیقت کچھ اسکی کنہ سمجھے
ممکن نہین کہ پہونچے وہم و خیال اسکا

جسکو ہو دھیان اسکا جسکو ہو ربط اس سے
کیا پوچھنا ہی مجھسے حسن مآل اسکا

کیا رنگ بھا گیا ہی مست کیون ہی بلبل
کوئی چمن مین پوچھے غنچون سے حال اُسکا

کوئی کیسکو چاہے کوئی کیسکو چاہے
کچھ جانتا ہے اسکو حُسن کمال اُسکا

آنکھون کی حسرتون سے حسن ازل عیان ہے
ارمانِ دلسے کہلنا کچھ اور حال اُسکا

صورتین ان بتون کی کیا جانی کیا کشش ہے
زاہد کہان سے سمجھے رنگ جمال اُسکا

میری فغان دل کی ہے اور ہی تمنا
درد جگر کو بھائے کیونکر ملال اُسکا

دل ہی گلِ تمنا نرگس ہے چشم حیرت
باغ خیال مین ہے رنگِ جمال اُسکا

دلکش فغانِ بلبل ہے چاک دامنِ گل
دیکھے تو کسکو دیکھے محو جمال اُسکا

کسکو ہی اتنی قدرت کچھ سمجھے اُسکے سر کو
باہر قیاس سی ہے وصف کمال اُسکا

گل سے نہین ہی کچھ کم بلبل اگر ہی عاشق
ہر شئی مین کچھ نہ کچھ ہی رنگ جمال اُسکا

کوئی فلک کو دیکھے کوئی چمن مین ٹہلے
دونون مین ہی بہار حُسن و کمال اُسکا

سر اُسکی آستانپر رکھا ہی جسنے مائل
کوئی فلک سے پوچھے اوجِ کمال اُسکا

غزل نعتیہ

داغِ عشقِ مصطفے کا دل مین ہی روشن چراغ
صبح محشر تک نہ بجھیگا یہ بے روغن چراغ

جل گیا پروانہ دل شمع حُسن پاک پر
ہی منور نور حق کا اب سر مدفن چراغ

مردمِ چشمِ نبی نے قدسبو لایا یہ رنگ
خانۂ دلمین نظر آیا عجب روشن چراغ

داغ سوزِ عشقِ احمد ہوگا روشن بعد مرگ
دور کردے گا مری تاریکیٔ مدفن چراغ

جی مرا جلتا ہی دیکھے حسنِ انور کی بہار
غنچۂ امید کھل جائے تو ہے گلشن چراغ

ڈر سے آئی بادِ نفس داغِ دل سوز نبی
یون چھپائے رکھتے ہین جیسے تہ دامن چراغ

یہ تن خاکی مرا جلکر ہوا خاک سیاہ
سوز الفت سے بنا ہی داغ دل روشن چراغ

میرا دل ہی طور رفعت سرمہ ہی خاکِ قدم
پرتوِ داغ نبی ہی وادیٔ ایمن چراغ

ہی جو انوارِ جمال احمدی سے فیضیاب
ہی تجلی بخش عالم دل کا بیروغن چراغ

مہر داغ ہجر احمد بھی گہن مین آگیا
میری آہ سوزِ دل سے ہی گل سوسن چراغ

ہجر مین روئے تو مائل بڑھ گئی دلکی جلن
واہ ری یادِ نبی کی جھڑیان اور یہ روشن چراغ

مسدس

چل صریرِ خامہ چمن حمد مین تھمکر
فکرِ گلِ تجرید کو پابندِ قدم کر

داغوں کی فضا تو نہ دل نار سے کم کر
گلزار معانی کا اسے باغ ارم کر

کھل جائین شگوفے یہ فردیس سخن مین
ہو طوطیٔ سدرہ کی زبان میرے دہن مین

ای ساقیٔ توحید عطا جام کرم کر
پیمانۂ دل پر مری کچھ جوش مین دم کر

سرمست مئے حُسن رخِ شاہ امم کر
جو کچھ کہ گھٹے عرش سے لاکر تو بہم کر

سرسار ہو بیہوش ہو مطلوب کا ہر حرف
اک دور نظر مین ترے چھلکے مرا ہر ظرف

اے بلبل فکر آج ذرا نغمہ سرا ہو
سر سبز چمن نعت کا مضمون ثنا ہو

ہر پھول میں توصیف کے اک رنگ نیا ہو
عطر دہمین بسی ﷺ کے معنی کی صبا ہو

لبریز مے عشق سے دل ساغر گل ہو
تر سے ساقی نگہ ختم رسل ... ہو

ای سر قلم رکھ تو سر نعت سنبھلکر
کھ صل علی جوش محبت مین ابل کر

ایسی ہو ادا عقدہ حقیقت کا تو حلکر
مضمون جو ملے نور ہی کے سانچے مین ڈھلکر

دل جلوہ گہہ نازِ حق عز و جل ہو
آنکھون مین مری پردہ جو ہو حسن ازل ہو

ممکن ہی نہین ہو سکے تعریف پیمبر
ہے نام ہی لینے سے زبان مع جبہ کوثر

کیا ادر کہون آئینہ عقل ہے ششدر
کونین جو مشتق ہے تو ذات اوسکی ہے مصدر

یہ امر خدا ہے وہ ہے ہر خوبی کا فاعل

لولاک لما خلق سما کا بھی ہے حاصل

غواصِ بیانِ بحرِ ثنا مین تو نبی کے
وہ غوطہ لگا ساحلِ لاہوت کو پہونچے
طٰہٰ تو کبھی نوح مگر پڑھلے تو دل سے
لیتا ہوا مقصد کا گہر ہاتھ مین ابھرے

آب دُر اشک آنکھ مین کچھ بھی نرہے اب
یہ آہِ نہان پا بہ سلاسل ہو مودب

کیا مایۂ انوار خدا اونکا سراپا
سایہ نہوا جس کا وہ تھا ایسا سراپا
وہ جلوۂ حق کا تھا اک آئینہ سر برا پا
کیا اسکو کہین جسکو نظر آیا سراپا

قد تھا کہ بنا نورِ کے اسرار کا دریا
جو غرق ہو توحید مین سایہ کا پتا کیا

اوس قامت یکتا مین نہان حسن جنان تھا
وہ گلشن تجرید کا اک سرو روان تھا
کیا قدرت خالق کا سراپا وہ نشان تھا
یا ظلِ خدا کہیے کہ بیسایۂ عیان تھا

صدقے کوئی رفتار کے شیدا کوئی قد پر
انسان و ملک و حور کا تھا حال برابر

گیسوئے مسلسل سے میری آہ مین تاثیر
تخئیل جنون خیز کو تھی حلقۂ زنجیر
وہ مانگ و لِ وحشئ صد خاک کی تحریر
اب شانۂ تفہیم سے یہ کرتی ہے تقریر

کس پیچ مین ہے سنبل عقل آج پریشان
حوران جنان پر ہے بلا لانے کا سامان

وہ زلف جو تھی سورۂ الیل کی تفسیر
لفظونکی سیاہی مین عجب طرحکی تنویر
قرآن کی سطرونمین بھی ہی سلسلہ جاگیر
ہی عقدۂ روشن کہ تھی اسلام کی توقیر

اسرار خدائی ہین کہ تھا پردۂ رخسار
نظرونمین سماتے نہ تھے اوسکے کبھی انوار

کیا وہ سر اقدس تھا جلالت کی نشانی
قبضہ مین دو عالم یہ حکومت کی نشانی
یا خالق اکبر کے تھا عظمت کی نشانی
کیا علم لدنی تھا یہ حکمت کی نشانی

ہر طرح خوش اسلوب بزرگ اور حسین تھا
کونین مین ڈھونڈھ آئی نظر ایسا نہ پایا

وہ بدر جبین حضرت خالق کا تھا اک نور
غش جسکی تجلی سے فرشتے تھے کبھی حور
سجدہ کا نشان رشک دہ روشنی طور
عکس اوسکا کہین پڑتا تو پھر کفر تھا کافور

وہ بحر عبادت خلق ہی مین ہر دم جو رہا غرق
یہ حال کہین حالت موسی سے ہی اب فرق

وہ ریش مبارک خط انوار خدائی
کیا دیدۂ مضمون مین کس ہی جلوہ نمائی

نقطے سے جدا حرف ہے یہ شوقِ وصالی
بے ہوش بھی ہی سلسلۂ حسن مقالی

قدسی جہان دیکھین تو بیتاب جگر ہون
سو جان سے پروانے فدا صدقے نظر ہون

ناخن وہ منور تھے کہ رشک مہ کامل
کیا پنجۂ خورشید کی ضو اوسکی مقابل

تدبیر بھی ہاتی ہے جو تقدیر کے شامل
سو بار جو نسے مر مر کے ہوا زندہ یہ بسمل

محشر مین بھی آہون سے جو اندھیر نظر آئے
کچھ اور ضیا آئینۂ چشم مین ہو جائے

وہ گوش مبارک تھے کہ رشک گل جنت
جو یہ دیکھلے وہ بھولے نہ اونکی کبھی صورت

یا کہئے وہ تھے گوہر اسرار حقیقت
سنتے ہین بنائے گئی کانِ درحمت

سنتے تھے فرشتون سی محبت کی وہ صفا باتین
یا سنتے تھے اللہ سی الفت کی وہ باتین

وہ ابروئے خمدار تھا محراب عبادت
اس کعبۂ دلمین ہی نہان اوسکی سکونت

دیکھا جو اوسے تیغ ہلالی کی ہی صورت
سو جان سی ہے شوق دلی بہرِ شہادت

شمشیر بکف مجکو وہ قاتل نظر آیا
کچھ اور ہی خوبی مین یہ بسمل نظر آیا

وہ چشم سیہ تھی مے وحدت سے جو سرشار	دیدار الٰہی کی بنی نرگس بیمار
کیسا تھا گل حسن خدائی سے سروکار	ہر طرفہ مین نو جلوۂ شان اوس سے نمودار

کیا مست ادائے رخ تفرید تھین آنکھین
بیخود دل حق شیفتۂ دید تھین آنکھین

انکھون سے عیان صاف تھے توحید کی اسرار	نایاب حسین پتلیان تھین صورت انوار
وہ کہتی تھین پلکون کی اشاری سی ہر بار	اسلام کی دشمن کے دلونمین ہے عجب خار

کیا بادہ تجرید سے لبریز تھین آنکھین
دل حق کا لیا ایسی دل آویز تھین آنکھین

بینی سے عیان ذات حق پاک کی وحدت	پست اوسکی بلندی سے کہین عرش کی رفعت
اسپر تھے جو چھائے ہوئے انوار حقیقت	شاید وہی سمجھے جسے ہو چشم بصیرت

وہ نکہت جنت سے کہین بڑھکے تھی ظاہر
وہ صرف بنی تھی گل توحید کے خاطر

کیا مصحف رخ وہ خط والشمس تھا زیبا	کافر بھی جسے دیکھکے پڑھتا رہے کلما
یہ صاف ہے تھا حسن خدا کا کوئی دریا	یوسف سا نبی چاہ مین بھی ڈوب رہا تھا

ہے ماہ مین خورشید مین کیا جلوۂ احمد

توحید مین ہی نورِ خدا جلوۂ احمد

وہ تنگ دہن نقطۂ موہوم تھا گویا
یا اسم مقدس ہی کا وہ حرف تھا پہلا
وہ چشمۂ الطاف خدا مین جو نہان تھا
ہر وقت روان اُس سے رہا فیض کا دریا

اصداف گہر کیا در اسرار ہون صدقے
جو دیکھے اونہین طبقہ انوار کو دیکھے

دندانِ مبارک تھے جو آب در کوثر
منہ اشک سے دھوتا مہ تابندہ و شسدر
ہنگام تکلم جو نظر آتے تو اکثر
اک لمعۂ انوار ہوا کرتا تھا باہر

وہ برق تجلی سے کہین بڑھکے تھے روشن
گویا تھی وہ اک روشنی وادی ایمن

وہ سیب زنخدان تھے مگر غیرت جنت
تھی جسکی ازل سے ملک و حور کو حسرت
وہ رنگ وہ بو باس وہ خوبی وہ لطافت
جو دیکھے یہ کہدے کہ ہے صنعِ ید قدرت

کیا لکھے ثنا صلِ علے وردِ زبان ہے
خوشبو سے عجب طرح بسا گلشن جان ہے

کچھ ایسی خوشی اسلوب تھی وہ گردن زیبا
پرنور ضیا بخش لطیف اور مصفا
سرِ بز تھا گویا ئی توحید کا مینا
مدہوش رہا جسنے اوسے آنکھ سے دیکھا

ہے یہ اثر مدح کہ پرکیف ہے مضمون
ساقی ازل آپ دل و جان سے تھا مفتون

وہ پاک زبان ذکرِ خدا جسکا تھا شیدا ۔۔۔ اک دم بھی وہ بھولے سے جدا اوس سے نہوتا
صدق اور صفا کا جو بڑھا اسنا یہ رتبا ۔۔۔ ہے وجہ کہ تھے صل علی دل سے وہ گویا

خوش قطع بلیغ اور فصیح اور تھی محبوب
اللہ کو ہر طرز سخن اوسکی تھی مرغوب

آئینہ حسن رخ قدرت تھا وہ سینہ ۔۔۔ یا کہیے کہ تھا علم لدنی کا سفینہ
گنجینہ اسرار خدا کا تھا دفینہ ۔۔۔ یا گوہر انوار الٰہی کا خزینہ

وہ صاف تھا کیا لوح محفوظ کی صورت
ہر نقش و نگار اوسکا تھا اک آیۂ رحمت

وہ دست مبارک تھا عزیز ید قدرت ۔۔۔ آیا جو سر عرش برین کیا ہوئی زینت
خود حضرت حق سے ہوئی کچھ ایسی قربت ۔۔۔ دو ہاتھون کا تھا فصل نہان پۓ دہ رحمت

بیعت کا نوشتہ تو ازل ہی مین ملا تھا
لکھا نہین جاتا ہی خدا جانے وہ کیا تھا

انگشتِ منور تھی کلید درِ جنت ۔۔۔ سو جان سے جس پر تھی فدا جان سخاوت

مس ہوتی تھی جس شے سے کبھی بحر لطافت
اُس سے نہ جدا ہوتی تھی اللہ کی رحمت

وہ زور خداداد کہ حیرت مین تھے دشمن
یہ معجزہ شق قمر سے بھی ہے روشن

وہ پشتِ صفا صورتِ آئینہ روشن
آئی تھی نظر اوسکو ہر اک چیز ہمہ تن
کیا گلشن تجرید بدن مین تھا مزین
اشیائے عقب کے لئے گویا تھی معین

خورشید و قمر عکس سے تھے اوسکے منور
شمعِ حرمی جلتی تھی کیا کیا شب غم بھر

وہ موئے میان صورتِ آہِ دلِ شیدا
کچھ کاہش تن کا جو بڑھا ہجر مین درجا
موجود مگر آنکھونسے عاشق کے لئے نہان تھا
تارِ نظر فکر بھی ہنکر اوسے دیکھا

حل رشتہ جان کا یہ ہوا عقدہ باطن
ہے حسن گمان رنگ تحیات مین ساکن

وہ مہر نبوت جو سر دوش عیان تھی
یا قدرت خالق کا وہ اک راز نہان تھی
توصیف خداوند دو عالم کا نشان تھی
یا آپ ہی کے دعوئے صادق کا بیان تھی

کیا کلمہ توحید جلی اوسمین لکھا تھا
ہر داغ جگر پر مرے اک نقش ہے جسکا

کیا وہ شکم پاک تھا ہموار و منور — وہ رنگ و ضیا آب تصور میں ہے جوہر
ضو آئینہ فہم میں یاقوت سے بڑھکر — جس پر ہیں تصدق دل و جان دُرّ و گوہر

اب حُسن بیان کا کہون کیا حال ہوا ہے
آنکھون نے نہ دیکھا ہی نکانون نے سنا ہے

وہ ساق بلورین تھی عبادت کی نشانی — معراج مین قدراوسکی مگر عرش نے جانی
نقش کف پا تھا ید بیضا کا جو ثانی — تھا چشمۂ خورشید اوسے دیکھکے پانی

وہ نور کہ آنکھونمین تو روشن ہے وہ عالم
وہ رنگ فدائی دل و جان حضرتِ آدم

اک آئینۂ حسنِ ازل جسم مطہر — ذات آپکی تھی حجت اللہ کا مظہر
قرآن سے ثابت ہے وہ نبیون کے تھے سرور — کیا جانے کوئی حُسن ادائی حق اکبر

معراج مین جس شب کو گئے حضرت والا
نعلین ہوئی تاج سر عرش معلی

مائل جو تمہین در رہے رحمت ہو نبی کی — جاگیگا کبھی بخت جو مدحت ہو نبی کی
ایسا نہیں منصب کہ زیارت ہو نبی کی — اتنا تو ہو کامل ہی محبت ہو نبی کی

اب ہے یہ دعا حال جہان غیر ہو دم سے

تم کلمہ پڑھو خاتمہ بالخیر ہو غم سے

قطعہ تاریخ از مصنف

عاجز و عاصی غلام شاہ حق
خاکپائے سالک بدر نبی

سال تصنیف از صفائے دل نوشت
پرتو مہر قد صدر نبی ۱۳۲۳ھ

گفت مائل سال طبع پر ضیا
نور عین شارع قدر نبی ۱۳۲۳ھ

رباعیات

دل مین بلبل کے آرزو کسکی ہے
گل کی نکہت کو جستجو کسکی ہے

اب تک نہ کھلا باغ جہان مین مائل
کسکا ہے رنگ اور بو کسکی ہے

آباد رہے یہ تیری بھٹی ساقی
کب تو نے عزیکی مے پلائی ساقی

لیکن سیری فی رانہ مائل کو ہوئی
دیدی غم مین جو کچھ ہو باقی ساقی

سینہ شب ہجر اپنا جلتے دیکھا
اشکو نکو بھی انکھون سے ابلتے دیکھا

کھائی ہی جو چوٹ سخت مائل ہمنے
پہلو مین کبھی دل نہ سنبھلتے دیکھا

موسی نے سر طور جو جلوہ دیکھا
مائل نے تو دل مین ہی نقشہ دیکھا

ہر وقت رہا محو جمال جانان
چشمون مین نہان نور کا دریا دیکھا

دنیا نہین عیش زندگانی کیلئے
سامان یہ کب ہین کامرانی کیلئے

ہین محو تماشا نہین آنکھین مائل
پیدا ہوئین دیکھو خون فشانی کیلئے

حاصل نہین لطف زندگانی مجکو
پیری کا نشان ہے نوجوانی مجکو

کیا خاک ہو چین اس جہانمین مائل
کردیتی ہے فکر پانی پانی مجکو

ہر شے مین تو ہمنے دیکھا جلوہ اوسکا
ہر شکل مین ہاما صاف نقشہ اوسکا

ہے دیر و حرم مین بلکہ ہر جا موجود
کھلتا نہین کچھ بھی کیا ہے پردہ اوسکا

اللہ اللہ بے نیازی تیری
سبحان اللہ کارسازی تیری

ہم جرم کرین ادھر اودھر تو بخشے
اللہ ری یہ بندہ نوازی تیری

ہے معرفت ہی جو مری قسمت مین
معنی نظر آتے ہین مجھے صورت مین

پردہ جو دوئی کا اوٹھ گیا ہے مائل
وحدت نظر آتی ہے مجھے کثرت مین

ہم اپنے گناہ پر جو رو دیتے ہین
دل بحر ندامت مین ڈبو دیتے ہین

یہ اشک ہمارے ہین جو سیل رحمت
دفتر سے سیاہ حرف دھو دیتے ہین

تنگ آکے بتون سے ربط بھی چھوڑ دیا
قبلے کی طرف اب اپنا منہ موڑ دیا

رہتی ہے خدا کی یاد اپنے دل مین
بتخانہ کو ہمنے واعظو توڑ دیا

جس بت کے فراق مین رہے ہم دلگیر
تقدیر سے اپنی بن نہ آئی تدبیر
محشر مین لیے پھرینگے اوسکی تصویر
اس کعبۂ دل مین ہم چھپا کر مائل

اس بحر جہان مین ہین جو نقش بر آب
یکسان ہی نظر مین میری پیری و شباب
روتی ہے پھوٹ پھوٹکر چشم حباب
ہستی پر میری اتدن اے مائل

اشعار ہماری ٹوٹے یا پھوٹے ہون
مانا کہ نہ رنگ ہو نہ گل بوٹے ہون
بھر آئین وہ دل جو عشق مین ٹوٹے ہون
مضمون جو ٹیلے ہون مگر اہی مائل

کیا چاہیئے اُسکی بے نیازی کیلیئے
رحمت کافی ہے کارسازی کیلیے
دعوی بھی ہے کچھ بندہ نوازی کیلیے
بخشی جسے چاہے وہ نہ بخشے مائل

فرقت مین رو کے جان کھوتے کھوتے
ہم زیست سے اپنا ہاتھ دھو دھوتے
برباد رہ عشق مین ہوتے ہوتے
قابو مین مگر رکھتے دل اپنا مائل

اس عشق مین کیا کچھ نہ اوٹھایا الزام
سوچا نہین پہلے سے کچھ اسکا انجام
کچھ بھی نہین تب آگے خدا کا ہی نام
جب غور سے دیکھا تو یہ سمجھے مائل

تمت

از نتیجہ افکار گہربار جناب مولانا حافظ سید شاہ عبد العلیم صاحب ضیا قادری دہلوی

مائل متقی و ذکی جوہر — سرمۂ چشم دگرد راہ نبی
ترجمہ کرد چون حدیث شریف — یا قوی شود نگاہ نبی
سال طبعش بگو تو ای قاری — خطبۂ زلف و روی شاہ نبی

۱۳۲۳ھ

قطعہ تاریخ از جناب مولوی حکیم سید شاہ محفوظ الحق صاحب واصل

چو عبد سبحان مرد کامل چو کوکب برج علم و تقوی — نوشت نعتی صحیح و ابلغ بہ سرور قدسیان رضوان
بگفت واصل چو سال طبعش شود پسند خدا اکبر — لقائی نور رسول اکرم جنون انگیز دین و ایمان

۱۳۲۳ھ

از نتائج فکر جناب مولوی نور الہدیٰ صاحب نوری

پھڑک جاتے ہیں سنکے اہل ہنر — لکھی ہے وہ مائل نے افصح کتاب
کہوں کیا فصاحت بیانی کا حال — مسدس کا ہر مصرع ہے لاجواب
چمک اوٹھیگا پیش اہل سخن — در بحر نظم معانی آب

یہ تاریخ ہجری لکھی نور نے
چھپا مستند نسخۂ لاجواب
۱۳۲۳ھ